Lesson 1: Al-Anfal (Ayaat 1- 19):Day 3

سُوۡرَةُ الۡاَنۡفَال کی تفسیر

کسی بھی قوم یا معاشرے کے لئے کردار سازی اسلحے سے بھی زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ سورۃ انفال کا آغاز ہی ایک سوال سے ہوتا ہے۔ یہ وہ سورت ہے جو یَسۡـَٔلُوۡنَكَ سے شروع ہوتی ہے۔

آج کے سبق میں مالِ غنیمت کے بارے میں پڑھیں گے۔

مالی معاملات سے زیادہ آپس کے تعلقات اہم ہیں؛ بھی سبق کا موضوع ہو گا اور سچے مومنوں کی خصوصیات بھی پڑھیں گے۔ پھر اگلا موضوع ہے کہ غزوۂ بدر کن حالات میں ہوئی؟

مومن کا نقطۂ نظر کیا؟ غیبی اسباب سے مدد کیسے اور کیونکر آئی؟ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو انسان دِل میں کیا خیال لائے؟

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ ۖ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱﴾

تجھ سے غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دے غنیمت کا مال اللہ اور رسول کا ہے سو اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایمان دار ہو (۱)

صحابہ کرامؓ سوال کرتے تھے تو اللہ کی طرف سے اللہ کے نبیؐ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ صحابہ کرامؓ بہت کم سوال کرتے تھے۔ قرآن پاک میں تقریباً گیارہ یا بارہ ایسے سوال آتے ہیں جو صحابہ کرامؓ نے اللہ کے نبیؐ سے کیئے۔

ہم ہوتے تو کتنے سوال کرتے؟

انفال نَفل کی جمع ہے؛ معنی مالِ غنیمت۔ جو چیز حق سے زیادہ ہو۔ مثال ہم نفل نماز پڑھتے ہیں۔

وہ فرض نہیں ہے لیکن ہم اپنی مرضی اور خوشی سے کچھ زائد کرتے ہیں۔ نفل وہ مال جو مالک خوش ہو کر اپنے غلام کو دے۔ اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مال جو جنگ میں دشمن سے حاصل ہو۔ اُردو میں مال غنیمت کہتے ہیں۔ انگریزی میں /(The Spoils of War)

War booty کہتے ہیں۔

پچھلی اُمتوں پر مالِ غنیمت حرام تھا۔ وہ سب مال اکٹھا کر کے میدان میں رکھ کر اُس کو آگ لگا دیتے تھے۔ وہ دشمن کا مال استعمال نہیں کرتے تھے۔

مسلمان کو جہاد کا ثواب تو اللہ سے ملے گا لیکن یہ انفال کا مال اُس کے لئے اس دنیا میں زائد انعام اور تحفہ ہے۔ مسلمان مال کے لئے جنگ نہیں کرتا۔ وہ اللہ کی رضا کے لئے جنگ کرتا ہے۔ مثلاً آج بھی بہت لوگ اللہ کے دین کے لئے کام کر رہے ہیں۔ وہ بے شک جنگ نہیں کر رہے لیکن مالی، قولی اور عملی طریقے سے جہاد کر رہے ہیں۔ آج کا دینی جہاد علمی جہاد ہے۔

صحابہ کرامؓ نے یہ سوال اس لئے کیا کہ غزوۂ بدر کے بعد مال ملا تو انہوں نے اللہ کے نبیؐ سے پوچھا اَب کیا کریں؟ دوسرا کچھ نئے لوگ بھی مسلمان ہوئے تھے وہ ابھی تربیت یافتہ نہیں تھے۔ اس لئے کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔

مال انسان میں غلط فہمی پیدا کر دیتا ہے۔ مال سے فتنے بھی آ جاتے ہیں۔

اسلام سے پہلے عرب جب جنگ جیت جاتے تو جس کے ہاتھ جو لگتا وہی اُس کا مالک ہوتا۔ اس لئے جیسے ہی جنگ ختم ہوتی تو ایک لوٹ مار شروع ہو جاتی۔ اب جب مسلمانوں نے پہلی جنگ لڑی اور مال اکٹھا ہونا شروع ہوا۔ تو کچھ صحابہ کرامؓ کو فکر ہوئی کہ کہیں آپس میں ہی لڑائی یا فتنے نہ شروع ہو جائیں۔

اللہ کا حکم آ گیا کہ مالِ غنیمت کے بارے میں سوال نہ کرو۔ یہ اللہ اور رسولؐ کا مال ہے۔ پھر دسویں پارے کی چالیس آیات گزرنے کے بعد مالِ غنیمت کا حکم آتا ہے۔

اللہ نے یہاں مالِ غنیمت کے بارے میں سوال کرنے سے منع کر دیا۔ اور کردار سازی کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا'۔۔ غنیمت کا مال اللہ اور رسول کا ہے سو۔۔؛

اللہ سے ڈرو

اور آپس میں صلح کرو

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایمان دار ہو (۱) ۔'

تین حکم آ گئے۔ تقویٰ اختیار کرو۔ آپس میں دل صاف کرو۔ بد گمانی چھوڑو۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ سوال کچھ اور کیا لیکن آگے سے جواب کوئی اور آ گیا۔ ابھی تم اس طرح کے سوال نہ کرو۔

اپنی اصلاح کی طرف توجہ دو۔ یہاں سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب تک مضبوط کردار نہ بن جائے مالی معاملات میں حصّہ نہیں لینا چاہیئے۔

صحابیؓ ابو ذر غفاری درویش صفت انسان تھے۔ وہ تو یہاں تک کہتے تھے کہ اگر کسی نے رات کے لئے کھانا بچا کر رکھا تو اُس نے اللہ پر توکل نہیں کیا۔ ہر انسان کی شخصیت مختلف ہوتی ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے اُن سے فرمایا کہ تم کسی دوسرے کی مالی معاملے میں مت آنا۔

ہمارے اپنے گھروں میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔ کچھ جمع کرتے ہیں کچھ سب خرچ کر لیتے ہیں۔

یہاں سے اللہ کے نبیؐ کی وہ خاص خوبیاں نظر آتی ہیں کہ انہوں نے اپنے صحابہ کرامؓ کی بہترین تربیت کی تھی۔ کچھ صحابہؓ کہنے لگے کہ ہم نے اللہ کے نبیؐ کی حفاظت کی۔ کچھ نے کہا ہم نے دشمن سے جنگ لڑی۔ کچھ نے کہا کہ ہم نے نے سرحد پر کھڑے ہو کر سب کی حفاظت کی۔ لیکن مال کسی کو نہیں ملا۔

انسان کے کردار کے تین خاص اوصاف تقویٰ۔ اصلاح اور اطاعت۔ ہیں۔

مومن اور مسلم کا فرق بھی نظر آتا ہے۔ سورۃ الحجرات آیت 14؛

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾

بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے (۱۴)

پھر اگلی آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ مسلم سے مومن کیسے بن سکتے ہو؟ کیا خوبیاں ہونی چاہئیں؟

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾

ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں (۲)

وَجِلَتْ؛ و ج ل: دِل ڈوب جانا۔ گھاٹی۔ ایمان والے اللہ کا نام سُن کر ڈر جاتے ہیں۔ خوف سے لرزنا۔

اپنا جائزہ لیں؟ کیا اللہ کا کلام سن کر دِل کانپ جاتا ہے؟

سورة توبہ آیت 64-65 میں ذِکر آئے گا کہ منافق اللہ کا ذِکر سُن کر کیسا محسوس کرتا ہے؟

منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورۃ نازل ہو کہ انہیں بتادے جو منافقوں کے دل میں ہے کہہ دو ہنسی کیے جاؤ جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ اسے ضرور ظاہر کر دے گا (۶۴) اور اگر تم ان سے دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے کہہ دو کیا اللہ سے اور اُس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تم ہنسی کرتے تھے (۶۵)

اللہ کا کلام سنتے وقت عاجزی ظاہر کریں۔ اپنی محبت کا اظہار کریں۔ تقویٰ دکھائیں۔

یہاں سچے مومن کی تین خوبیاں بتائی گئی ہیں۔

1) ان کے دل ڈر جائیں
2) اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے
3) اور اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

ان تینوں خوبیوں کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ پھر آگے دو مزید صفّات کا ذِکر ہے۔

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝٣

وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۳)

انسان کی عبادات کا ذِکر آ گیا۔ مومن کی بندگی کا عملی اظہار ہو گیا۔

اب یہی سچے مومن ہیں۔ ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم کس طرح کے مومن ہیں؟

ایک دل سے اور زبان کے مومن ہوتے ہیں اور دوسرے صرف زبان سے مومن ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ سچا مومن ہونے کے لئے انسان کا اندر اور باہر پاک صاف ہونا چاہئیے۔

ہلال۔ قمر اور بدر۔ چاند کی تین حالتیں ہیں۔ نیا چاند، آدھا چاند اور چودھویں کا چاند۔ انسان کا ایمان بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ ایمان ایک زندہ چیز ہے۔ کبھی بڑے بڑے کام کر جاتے ہیں۔ کبھی کبھی انسان شوق سے نیکیاں کرتا ہے کبھی کچھ سُست ہو جاتا ہے۔

اُستاذہ عفت مقبول صاحبہ کا لیکچر نورالقرآن ویب سائٹ پر Fruits of Imaan کے نام سے سُنیں۔

ایمان کن چیزوں سے گھٹتا ہے کن چیزوں سے بڑھتا ہے؟ یاد رکھیں نیکیاں کرنے سے ایمان بڑھتا ہے۔ اور گناہ کرنے سے ایمان کم ہوتا ہے۔ ہمارے اندر ایمان ایک بیج کی طرح ہوتا ہے پھر پودا اُگتا ہے، اُس کی شاخیں بنتی ہیں۔ پھر اُس پر پھول اور پھل لگتے ہیں۔

جیسے جیسے ہم اپنے ایمان کے پودے کی دیکھ بھال کرتے ہیں وہ پھلتا پھولتا ہے۔

سورت ابراہیم آیات 24-25:

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ پاک کی ایک مثال بیان کی ہے گویا وہ ایک پاک درخت ہے کہ جس کی جڑ مضبوط اور اُس کی شاخ آسمان مین ہے (۲۴) وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل لاتا ہے اور اللہ لوگوں کے واسطے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ سمجھیں (۲۵)

آج کل میں ایمان کے کس لیول پر ہوں؟

رمضان میں کیسے فرق ہوتا ہے؟ عمرے کے دوران، یا عام زندگی میں؟

اللہ نے انسان کو رعایت دی ہے۔ قرآن سُن کر ایک اچھے مومن کا ایمان بڑھتا ہے۔

اپنے لئے ایک اہم نقطہ نوٹ کر لیں۔ قرآن سُن کر میرا ایمان بڑھے گا تو میری روح صحت مند ہے۔ اگر نہیں تو یہ تو ایسے ہی ہے کہ آگ تو لگے لیکن گرمائش یا تپش نہ ہو تو پھر فکر کی بات ہے۔

پھر یہ سوچیں کہ میرا اللہ پر توکل بڑھ رہا ہے؟ ہم نے ان تین چیزوں پر محنت کرنی ہے۔

ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں (۲)

مجھے کیسے پتا چلا کہ میں مومن ہوں؟

'وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۳) '

یہ نشانی ہے۔ اس سے پتا چلے گا کہ اندر کی حالت کیسی ہے؟ اگر تو نماز میں دل لگتا ہے۔ اگر نماز پڑھ کر مزہ آتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کر کے دل کو سکون ملتا ہے تو پھر آپ مومن ہیں۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اگر تو پانچ بار دن میں اللہ سے دُکھ سُکھ کرتی ہیں۔ اللہ کو دوست بنا لیں۔ ہر بات اللہ سے کریں۔ اللہ سے مدد مانگیں۔ تو پھر وہ بہترین سننے والا ہے۔ وہ آپ کے معاملات کی بہترین دیکھ بھال کرے گا۔ آپ نے کائنات کے ملک اور ربّ پر بھروسہ کر لیا تو نفع کا سودا کر لیا۔ سارے مسئلے ربّ کے سامنے پیش کر دیں۔ دل تو دُکھتا ہو گا۔ اللہ کو بتا دیں۔

آپ آج ایک فیصلہ کر لیں۔ اللہ سے مدد مانگنی ہے کہ اپنے کام خود کرنے ہیں؟ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یا اللہ میں تیرے لئے حاضر ہوں تو مجھ سے وہ کام لے جو تجھے پسند ہیں۔ اور میری تمام مشکلات آسان کر دے۔ آمین

جب ابرہہ نے مکہ پر حملہ کر دیا۔ ابرہہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام مغمس پر پہنچ گیا۔ جہاں قریشِ مکہ کے اونٹ چر رہے تھے، ابرہہ کے لشکر نے سب سے پہلے ان پر حملہ کر کے اونٹ گرفتار کر لیے جن میں دو سو اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد عبد المطلب رئیس قریش کے بھی تھے۔

ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق عبد المطلب نے پیغام بھیجا کہ کہ ہم ابرہہ سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے، نہ ہمارے پاس اتنی طاقت ہے کہ اس کا مقابلہ کر سکیں۔ البتہ میں یہ بتائے دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا گھر اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے وہ خود اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اللہ سے جنگ کا ارادہ تو جو چاہے کرے پھر دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کیا معاملہ کرتے ہیں۔ حناطہ نے عبد المطلب سے کہا کہ تو پھر آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو ابرہہ سے ملاتا ہوں۔ ابرہہ نے جب عبد المطلب کو دیکھا کہ بڑے وجیہ آدمی ہیں تو ان کو دیکھ کر اپنے تخت سے نیچے اتر کر بیٹھ گیا اور عبد المطلب کو اپنے برابر بٹھایا اور اپنے ترجمان سے کہا کہ عبد المطلب سے پوچھے کہ وہ کس غرض سے آئے ہیں، عبد المطلب نے کہا کہ میری ضرورت تو اتنی ہے کہ میرے اونٹ جو آپ کے لشکر نے گرفتار کر لیے ہیں ان کو چھوڑ دیں۔ ابرہہ نے ترجمان کے ذریعہ عبد المطلب سے کہا کہ جب میں نے آپ کو اول دیکھا تو میرے دل میں آپ کی بڑی وقعت وعزت ہوئی مگر آپ کی گفتگو نے اس کو بالکل ختم کر دیا کہ آپ مجھ سے صرف اپنے دوسو اونٹوں کی بات کر رہے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ میں آپ کا کعبہ جو آپ کا دین ہے اس کو ڈھانے کے لیے آیا ہوں اس کے متعلق آپ نے کوئی گفتگو نہیں کی۔ عبد المطلب نے جواب دیا کہ اونٹوں کا مالک تو میں ہوں مجھے ان کی فکر ہوئی اور بیت اللہ کا میں مالک نہیں بلکہ اس کا مالک ایک عظیم ہستی ہے وہ اپنے گھر کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔ ابرہہ نے کہا کہ تمھارا خدا اس کو میرے ہاتھ سے نہ بچا سکے گا۔ عبد المطلب نے کہا کہ پھر تمھیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ عبد المطلب کے ساتھ اور بھی قریش کے چند سردار گئے تھے۔ عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ نے واپس کر دیئے وہ اپنے اونٹ لے کر واپس آئے تو بیت اللہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر دعاء میں مشغول ہوئے اور قریش کی ایک بڑی جماعت ساتھ تھی سب نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ ابرہہ کے عظیم لشکر کا مقابلہ ہمارے تو بس میں نہیں، آپ ہی اپنے بیت کی حفاظت کا انتظام فرمادیں۔ دعا کرنے کے بعد عبد المطلب مکہ مکرمہ کے دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر مختلف پہاڑوں پر پھیل گئے ان کو یہ

یقین تھا کہ اس لشکر پر اللہ کا عذاب آئے گا، اسی یقین کی بنا پر انھوں نے ابرہہ سے خود اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا، بیت اللہ کے متعلق گفتگو کرنا اس لیے پسند نہ کیا کہ خود تو اس کے مقابلے کی طاقت نہ تھی اور دوسری طرف یہ بھی یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بے بسی پر رحم فرما کر دشمن کی قوت اور اس کے عزائم کو خاک میں ملا دیں گے۔ ابرہہ اور اُسکے لشکر پر اللہ کا عذاب نازل ہوُا۔

آپ اپنے غم دکھ اللہ کے حوالے کر دیں۔ اپنے بچوں کو اللہ کے حوالے کر دیں۔ اپنے سب معاملات اللہ کے حوالے کر دیں۔ انشاءاللہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اللہ سے تعلق مضبوط ہو جائے گا۔ نماز قائم ہو جائے گی تو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے دل کھلے گا۔ یاد رکھیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا ہی مراد نہیں بلکہ وقت، صلاحیتیں، اور باقی سب اسباب بھی اللہ کی راہ میں خوشی سے خرچ کریں۔ جس کو اللہ سے محبت ہو گی وہ اللہ سے حساب کتاب نہیں کرتے۔ وہ کھلے دل سے خرچ کرتے ہیں۔

یہاں مومن کی تعریف کا ایک حصّہ مکمل ہوُا۔ اسی سورت کی آیت 74 میں مومن کی تعریف کا آخری حصّہ مکمل ہو گا۔ '۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مسلمان ہیں ا'ن کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے (۷۴) ۔'پوری سورت ہمارے ایمان کو مضبوط کرے گی۔

أُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾ یہی سچے ایمان والے ہیں ان کے رب کے ہاں ان کے لیے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے (۴)

جنّت کے سو درجات ہیں۔ ہر درجے پر مختلف نیک عمل کرنے والے ہونگے۔ سب سے اونچا درجہ مجاہدین کا ہو گا۔ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ کبھی عملی اور اور کبھی علمی جہاد۔ قلم پکڑنا انسان کو اس قابل کر دیتا کہ کل عَلَم بھی پکڑ لیتے ہیں۔

اَب آگے خوبصورت وعدہ تو دیکھیں۔ کہ بخشش بھی ملے گی اور عزت والا رزق بھی۔

ہم جنّت میں کیسا درجہ چاہتے ہیں؟ جتنی بہترین اور نیک زندگی گزاریں گے اتنا ہی اعلیٰ درجہ ملے گا؟

ایک بندہ جب اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے۔ کہہ دے کہ میں تو صرف اللہ کے لئے ہوں۔ اللہ کے ساتھ مخلص ہوں۔ پھر ہر غلطی معاف ہو جائے گی۔ اور جب آپ سچے دل سے مخلص ہو جائیں گے۔ اللہ بڑے بڑے گناہ بھی معاف کر دے گا۔

إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ،

ایک دفعہ اللہ کو ثابت کر دیں۔ کہ آپ اللہ کے بندے ہیں۔ پھر دنیا بھی آپ کی اور آخرت بھی۔ اللہ آپ کو سکون اور اطمینان دے دیتا ہے۔

آپ نوٹ کریں کہ جس قسم کی قربانی آپ اللہ کے لئے دیتے ہیں اُسی قسم کا انعام بھی مل جاتا ہے۔ مومن جس طرح کے کام کرے گا اُس کے عوض اللہ سے بہترین بدلہ ملے گا۔

مفسرین کہتے ہیں؛ کہ قلبی معاملات کے عوض جنّت کے درجات مل جائیں گے۔ اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ جو جسمانی / بدنی کام ہیں مثلاً نماز تو اُس کے عوض بخشش ہو جائے گی اور جو کچھ ہم اللہ کی راہ میں خرچ کرینگے تو اُس کے عوض رزق کریم مل جائے گا۔

اللہ ہمارا کوئی عمل ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ بہترین اجر دینے والا ہے۔

اگلی آیات غزوۂ بدر کے متعلق ہیں۔ کچھ آیات کو پڑھ کر اُن کی تفسیر دیکھتے ہیں۔

كَمَآ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَقِّ ۖ وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَكٰرِهُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ جیسے تیرے رب نے تجھے تیرے گھر سے سچائی کے ساتھ نکالا اور بے شک ایک جماعت مسلمانوں میں سے ناپسند کرنے والی تھی (۵)

اللہ کے نبیؐ کو گھر سے جہاد کے لئے نکلنے کا حکم ہوُا۔ لیکن کچھ سُست مسلمانوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔

ہم کتنے شوق سے اللہ کے دین کے لئے نکلتے ہیں؟

يُجَادِلُوۡنَكَ فِى الۡحَـقِّ بَعۡدَمَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوۡنَ اِلَى الۡمَوۡتِ وَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ ؕ﴿۶﴾

وہ تجھ سے حق بات میں اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد جھگڑتے تھے گویا وہ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں (۶)

غزوۂ بدر حق اور باطل کی جنگ تھی۔ صحابہ کرامؓ کی تعلیم وتربیت تو ہو چکی تھی اب عملی امتحان کا وقت آ گیا۔ مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ آئے تو اپنا سب کچھ وہاں چھوڑ آئے تھے۔

مکہ والوں نے مسلمانوں کا وہ سب مال جمع کیا بیچا اور اُسی سے تجارت کا مال خریدا۔ ابو سفیان اُس قافلے کو تجارت کی غرض سے لے کر گیا۔ یہ مال اصل میں مسلمانوں کا ہی تھا۔ اللہ کے نبیؐ نے کچھ مسلمانوں کو قافلے کے پیچھے بھیجا لیکن وہ قافلہ بچ کر نکل گیا۔

اللہ کی طرف سے یہ ہوُا کہ قافلہ ملک شام چلا گیا۔ کیش تو ہاتھ سے نکل گیا تھا لیکن اب شام سے تجارتی مال لے کر وہ واپس آ رہے ہیں۔ اب اُسی قافلے نے پھر مدینہ کے اطراف سے گزرنا تھا۔ قافلے والوں کو بھی ڈر تھا کہ پہلی دفعہ تو بچ گئے اب کیا ہو گا؟ اللہ کے نبیؐ کو بھی یہی خیال آیا کہ واپس تو ادھر سے ہی گزریں گے۔

اللہ کے نبیؐ نے کچھ خاص تیاری نہیں کی۔ صرف اعلان کیا اور کچھ لوگ توخوشی سے تیار ہو گئے۔ کچھ نے موقع سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔

صحابہ کرامؓ کے بھی درجات ہیں۔ ظاہر ہے سب سے اوپر کا درجہ اللہ کے نبیؐ کا، پھر چار خلفائے راشدین۔ پھر عشرہ مبشرہ۔ اسی طرح اس جنگ میں بھی خاص لوگ شامل ہوئے۔

کچھ نیکیاں خاص مواقع پر ہوتی ہیں۔ پھر دوبارہ ہاتھ نہیں آتیں۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے ان کے لئے فرما دیا تھا کہ آج کے بعد تم کوئی نیکی نہ بھی کرو تو پھر بھی بخشش ہو جائے گی۔ ان کو بدری صحابہؓ کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیار کیا اور تین سو دس سے کچھ اوپر لوگوں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے چلے اور سمندر کے کنارے کے راستے کی طرف سے بدر کے مقام سے چلے۔ ابوسفیان کو چونکہ آپ کے نکلنے کی خبر پہنچ چکی تھی اس نے اپنا راستہ بدل دیا اور ایک تیز رو قاصد کو مکے دوڑایا۔ وہاں سے قریش قریب ایک ہزار کے لشکر جرار لے کر لوہے میں ڈوبے ہوئے بدر کے میدان میں پہنچ گئے پس یہ دونوں جماعتیں ٹکرا گئیں ایک گھمسان کی لڑائی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح دلوائی اپنا دین بلند کیا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اسلام کو کفر پر غالب کیا۔

وَاِذۡ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ اَنَّهَا لَـكُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَيۡرَ ذَاتِ الشَّوۡكَةِ تَكُوۡنُ لَـكُمۡ وَيُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّحِقَّ الۡحَـقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقۡطَعَ دَابِرَ الۡـكٰفِرِيۡنَ ۙ‏ ﴿۷﴾

اور جس وقت دو جماعتوں میں سے ایک کا اللہ تم سے وعدہ کرتا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے جس میں کانٹا نہ ہو وہ تمہیں ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے حق کو ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے (۷)

اب جنگ بدر کا مختصر سا واقعہ بزبان سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سنئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ابو سفیان شام سے مع قافلے کے اور مع اسباب کے آ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا کہ چلو ان کا راستہ روکو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے یہ اسباب تمہیں دلوادے۔ چونکہ کسی لڑانے والی جماعت سے لڑائی کرنے کا خیال بھی نہ تھا، اس لیے لوگ بغیر کسی خاص تیاری کے جیسے تھے ویسے ہی ہلکے پھلکے نکل کھڑے ہوئے۔

ابو سفیان بھی غافل نہ تھا اس نے جاسوس چھوڑ رکھے تھے اور آتے جاتوں سے بھی دریافت حال کر رہا تھا ایک قافلے سے اسے معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر تیرے اور تیرے قافلے کی طرف چل پڑے ہیں۔

اس نے ضیغم بن عمرو غفاری کو انعام دے دلا کر اسی وقت قریش مکہ کے پاس یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ تمہارے مال خطرے میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے اس طرف آ رہے ہیں تمہیں چاہیئے کہ پوری تیاری سے فوراً ہماری مدد کو آؤ اس نے بہت جلد وہاں پہنچ کر خبر دی تو قریشیوں نے زبردست حملے کی تیار کر لی اور نکل کھڑے ہوئے۔

یعنی ایک طرف تو ابو سفیان کا گروہ مال اسباب والا۔

دوسری طرف ابو جہل کا فوج والا گروہ، جو لڑنے کے لئے آ رہا تھا۔

مسلمان مالِ غنیمت والے قافلے سے لڑنا چاہتے تھے۔

اللہ چاہتا تھا کہ مسلمان مشرکین سے لڑیں۔

مسلمان چاہتے تھے کہ مال مل جائے تو شائد کامیاب ہو جائیں۔

لیکن اللہ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کو سزا دے۔

اللہ حق کو ثابت کرنا چاہتا تھا۔ اللہ حقیقی فائدہ دینا چاہتا تھا۔ اللہ دُوررس فوائد دینا چاہتا تھا۔ اللہ کفر کی طاقت توڑنا چاہتا تھا۔ اللہ کافر سرداروں کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

اللہ کے دین کے نکلنے والوں کو عزت ملتی ہے۔ اللہ اصل فائدہ دینا چاہتا ہے۔ کفر کے ستّر سردار مارے گئے۔ ظالم قوم کی جڑ کاٹ دی گئی۔ غزوۂ بدر کو یوم الفرقان کہتے ہیں۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨﴾ تاکہ حق کو ثابت کر دے اور باطل کو مٹا دے اگرچہ گناہگار ناراض ہوں (۸)

313 مسلمانوں کو 1000 مشرکین پر فتح ملی۔ اللہ کی راہ میں نکلیں گے تو اللہ کی مدد ملے گی۔ زندگی میں اس بات کو اپنا مقصد بنالیں۔

آج کے سبق کا خلاصہ: اللہ کی مدد تب آئے گی کہ؛

1. آپس کے اختلاف ختم کر دیں۔
2. اللہ کا تقویٰ فرائض کو پورا کرنے کے قابل بناتا ہے۔
3. ایمان والے اور کافر میں یہ فرق ہے کہ مومن اپنے فرائض پر نظر رکھتا ہے۔
4. جب انسان اللہ کے دین کے لئے نکلتا ہے تو مال گھر بیٹھے مل جاتا ہے۔
5. جب صحیح تربیت ہو جاتی ہے تو پھر ایسے لوگ بڑے بڑے کام کر گزرتے ہیں۔